ماہ ذوالحج کی مطلق اور مقید تکبیرات اور اجتماعی تکبیرات کہنے کا حکم

مختلف علماء کرام

ترجمہ وترتیب: طارق بن علی بروہی

مصدر: مختلف مصادر

پیشکش: توحیدِ خالص ڈاٹ کام

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مطلق ومقید تکبیرات

فرمان الہی ہے:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ (البقرۃ: 203)

(اور اللہ کو چند گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو، پھر جو دو دنوں میں جلد چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، اس شخص کے لیے جو ڈرے، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک تم اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے)

امام ابن کثیر رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ لفظِ آیت ”أيام معلومات“ سے ایام العشر (یعنی ذوالحج کے ابتدائی دس دن) مراد ہیں اور لفظ آیت ”أيام معدودات“ سے ایام تشریق مراد ہیں۔

المروزی نے امام یحیی بن کثیر رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ لفظ آیت ”وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ“ سے مراد وہ تکبیر ہے جو ایام تشریق میں فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے امام عکرمہ رحمہ اللہ سے لفظِ آیت ”وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ“ کے بارے میں روایت کیا کہ

اس آیت سے مراد ایام تشریق میں کہنا ہے۔ وہ ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر۔

(تفسیر ابن کثیر)

شیخ عبد الرحمن ناصر السعدی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اللہ تعالی حکم دیتا ہے کہ گنتی کے چند دنوں میں اللہ تعالی کا ذکر کیا جائے، ان دنوں سے مراد عید کے بعد کے ایام تشریق (کے تین دن) ہیں، کیونکہ انہیں شرف وفضیلت حاصل ہے نیز اس لیے بھی کہ بقیہ تمام مناسک حج انہی ایام میں پورے کیے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان دنوں میں لوگ اللہ تعالی کے مہمان ہوتے ہیں اس لیے اللہ تعالی نے ان دنوں میں روزہ رکھنا حرام قرار دیا ہے۔ ان کے اندر اللہ تعالی کا ذکر کرنا ایک ایسی خوبی ہے جو اور دنوں میں نہیں پائی جاتی، چناچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”أَيَّامُ التَّشْرِيقِ أَيَّامُ أَكْلٍ، وَشُرْبٍ، وَذِكْرِ اللَّهِ“[1]

(ایام تشریق کھانے، پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں)۔

اور ان ایام میں جو اللہ تعالی کا ذکر کرنے کا حکم ہے تو اس میں رمی جمار کے وقت، قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت اور فرض نمازوں کے بعد مخصوص اللہ تعالی کا ذکر بھی آجاتا ہے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں اس حکم میں مطلق تکبیرات داخل ہیں۔ جیسے ذوالحج کے پہلے دس دنوں میں تکبیرات کہی جاتی ہیں اور یہ بعید بھی نہیں۔

(تفسیر سعدی)

علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ:

”أَنَّهُ كَانَ يُكَبِّرُ بَعْدَ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ، وَيُكَبِّرُ بَعْدَ الْعَصْرِ“[2]

(آپ رضی اللہ عنہ یوم عرفہ کی فجر نماز کے بعد تکبیرات کہنا شروع کرتے اور ایام تشریق کے آخری روز کی عصر تک کہتے، اور عصر کی نماز کے بعد بھی بعد کہتے)۔

---

1 مسند احمد 5/76۔

2 مصنف ابن ابی شیبہ 2/72، ارواء الغلیل 3/125 میں شیخ البانی نے اسے صحیح فرمایا ہے۔

اسی کی مثل عبداللہ بن مسعود وابن عباس رضی اللہ عنہما اور امام عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ سے ثابت ہے جو کہ باب: "التكبير من أي يوم هو إلى أي ساعة" کے تحت مخرج ہیں۔ ان میں سے بعض کی تخریج بیہقی اور حاکم نے بھی کی ہے۔

امام ابن کثیر اپنی تفسیر 1/246 میں مزید فرماتے ہیں:

یہ بات گزر چکی ہے کہ اس بارے میں راجح مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے اور وہ یہ ہے کہ قربانی کا وقت یوم النحر سے لے کر آخری ایام تشریق تک ہے۔ اور اسی سے مؤقت ذکر جو نمازوں کے بعد کیا جاتا ہے اور مطلق ذکر جو ہر احوال میں کیا جاتا ہے متعلق ہے۔ اس کے وقت کے تعلق سے علماء کے اقوال ہیں جن میں مشہور ترین قول جس پر عمل ہے وہ یہ ہے کہ یہ یوم عرفہ کی صبح کی نماز سے شروع ہوتا ہے اور ایام تشریق کی آخری عصر کی نماز تک رہتا ہے۔

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "المغنی" 3/286 ط الترکی میں فرماتے ہیں:

اس بارے میں علماء میں کوئی اختلاف نہیں کہ عید النحر (الاضحیٰ) میں تکبیرات کہنا مشروع ہے۔۔۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ مجموع الفتاویٰ 24/221 میں فرماتے ہیں:

عید الاضحیٰ میں تکبیرات بالاتفاق مشروع ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ہی اپنے مجموع الفتاویٰ 24/222 میں فرماتے ہیں:

۔۔۔ اسی لیے علماء کرام کے اقوال میں سے صحیح ترین یہی بات ہے کہ شہروں میں لوگ یوم عرفہ کی فجر سے آخری ایام تشریق تک تکبیرات کہیں گے اس حدیث کی وجہ سے اور دوسری حدیث جو دارقطنی میں جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کی وجہ سے۔ اور اس لیے بھی کہ اس پر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہے۔ واللہ اعلم۔

شیخ عبد العزیز بن عبد اللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: ایک سائل ایام تشریق میں پنج وقتہ نمازوں کے بعد پڑھی جانے والی تکبیرات کے متعلق سوال پوچھتا ہے کہ کیا یہ واجب ہیں، یا مستحب، اور اگر یہ واجب ہے یا مستحب ہے تو کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر عمل کیا ہے، یا پھر یہ فعل صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے؟

جواب: بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله وصلى الله وسلم على رسول الله وعلى آله وأصحابه ومن اهتدى بهداه أما بعد:

ایام تشریق میں نمازوں کے بعد تکبیرات پڑھنا فعل صحابہ سے اور صحابہ کی ایک جماعت سے محفوظ ہے۔ اور نبی اکرم ﷺ سے بھی روایت کیا جاتا ہے لیکن اس کی اسناد میں ضعف ہے۔ اور یہ تکبیر عشرۂ ذوالحج کی ابتداء سے ہی مشروع ہے اور یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔ ابن عمر وابوہریرہ رضی اللہ عنہما بازار میں نکل جاتے اور تکبیرات کہتے اور لوگ ان کی تکبیرات کو دیکھ کر خود بھی تکبیرات کہنا شروع کر دیتے۔

اور صحابہ کرام جیسے عمر اور صحابہ کی جماعت پنج وقتہ نمازوں کے بعد بھی تکبیرات کہتے یوم عرفہ سے شروع کرکے آخری ایام تشریق تک۔ اور عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمے میں تکبیرات پڑھتے یہاں تک کہ لوگ بھی اسے سن لیتے تو وہ بھی ان کی تکبیرات کو سن کر تکبیرات کہنا شروع کر دیتے۔

پس تکبیرات مشروع ہیں۔ البتہ واجب نہیں سنت ہیں یوم عرفہ، یوم النحر اور ایام تشریق میں مطلق و مقید، نماز کے بعد، اور دن ورات کے باقی تمام اوقات میں تکبیرات پڑھنا مشروع ہے۔

8 ذوالج اور جو اس کے پہلے کے ایام ہیں ان میں تکبیرات مطلق ہوتی ہیں مقید نہیں ہوتی نماز کے ساتھ بلکہ مطلق ہوتی ہیں۔ پہلی ذوالحج سے لے کر نویں ذوالحج کی رات تک یہ مطلق ہیں۔ انسان راستے میں، گھر میں، بستر پر تکبیرات پڑھتا جائے۔ اسی طرح سے آخری ایام جو یوم عرفہ اور اس کے بعد کے ایام ہیں ان میں مسلمان راستوں میں، مساجد میں، بازاروں میں، پانچ نمازوں کے بعد آخری پانچ دنوں میں یعنی یوم عرفہ اور جو اس کے بعد ہیں ان میں تکبیرات کہتے ہیں۔ جمہور اہل علم جس بات پر ہیں وہ یہی ہے کہ یہ فقط سنت ہے۔

(شیخ ابن باز حفظہ اللہ کی آفیشل ویب سائٹ فتوی رقم 16489)

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: یہ سائل تکبیر مطلق کے متعلق پوچھتا ہے کہ تکبیر مطلق کیا ہوتی ہے اور تکبیر مقید کیا ہوتی ہے اور اس کا وقت کب ہوتا ہے؟

جواب: عید الفطر کی رات سے جو تکبیر ہوتی ہے وہ تکبیر مطلق ہے، جبکہ عشرۂ ذوالحج اور ایام تشریق میں جو تکبیر ہوتی ہے وہ مطلق بھی ہے اور مقید بھی۔ مطلق وہ ہے جو عشرۂ ذوالحج کے شروع ہوتے ہی ایام تشریق کے آخری روز تک چلتی ہیں جو کہ عید کے دن کے بعد تین ایام ہیں، جبکہ مقید تکبیرات یوم عرفہ کی فجر نماز سے لے کر آخر ایام تشریق تک ہیں۔

(مكتبة الفتاوى : فتاوى نور على الدرب (نصية) : الصلاة 3694)

سعودی فتویٰ کمیٹی سے فتویٰ رقم 10777 میں سوال ہوا:

سوال: میں نے بعض لوگوں کو دیکھا کہ وہ ایام تشریق میں ہر نماز کے بعد تکبیرات پڑھتے ہیں یہاں تک کہ تیسرے دن یعنی 13 ویں کی عصر کے بعد بھی، کیا یہ لوگ صواب پر ہیں یا نہیں؟

جواب: عید الاضحیٰ میں تکبیرات مطلق اور مقید مشروع ہیں۔ تکبیر مطلق ماہِ ذوالحج کے شروع ہوتے ہی آخر ایام تشریق تک کسی بھی اوقات میں کی جاتی ہیں۔ جبکہ تکبیر مقید یوم عرفہ کی فجر کی نماز کے بعد سے لے کر ایام تشریق کے آخری روز کی عصر کی نماز تک ہر فرض نماز کے بعد ہوتی ہیں۔ اس کی مشروعیت پر اجماع اور فعل صحابہ رضی اللہ عنہم دلالت کرتا ہے۔

وبالله التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

شیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ اپنی کتاب "الملخص الفقهي" میں فرماتے ہیں:

عیدین میں کوئی جس قدر چاہے تکبیریں پڑھے کوئی وقت کی پابندی نہیں۔ مرد باآواز بلند تکبیرات کہیں اور عورتیں پست آواز میں پڑھیں۔ عیدین کی راتوں میں ذوالحج کے پہلے عشرے میں بھی تکبیریں کہی جائیں۔ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾ (البقرة:185)

(اور تاکہ تم گنتی پوری کرو اور تاکہ تم اللہ کی تکبیر بیان کرو، اس پر جو اس نے تمہیں ہدایت دی اور تاکہ تم شکر کرو)

گھروں، بازاروں، مساجد اور ہر مناسب جگہ پر اور عید گاہ جاتے وقت کثرت سے تکبیرات باآواز بلند پڑھی جائیں۔ سنن دار قطنی وغیرہ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ:

"أَنَّهُ كَانَ إِذَا غَدَا يَوْمَ الأَضْحَى وَيَوْمَ الْفِطْرِ يَجْهَرُ بِالتَّكْبِيرِ حَتَّى يَأْتِيَ الْمُصَلَّى ثُمَّ يُكَبِّرُ حَتَّى يَأْتِيَ الإِمَامُ"[3]

(جب عید الاضحیٰ اور عید الفطر کا دن ہوتا تو آپ صبح سویرے باآواز بلند تکبیرات پڑھتے ہوئے نکلتے اور عید گاہ پہنچنے تک تکبیرات پڑھتے جاتے، پھر وہاں بھی تکبیرات پڑھتے رہتے یہاں تک کہ امام آجاتا)۔

صحیح بخاری میں ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

---

[3] سنن دار قطنی، العیدین 2/44، حدیث 1700۔

”كُنَّا نُؤْمَرُ أَنْ يَخْرُجَ الْحُيَّضُ فَيُكَبِّرْنَ بِتَكْبِيرِهِمْ“[4]

(ہمیں حکم ہوتا کہ ہم عید کے دن نکلیں (یہاں تک کہ) حیض والی عورتوں بھی (عید گاہ کے طرف) نکلیں اور وہ (خواتین) مردوں کی تکبیرات کی طرح تکبیریں کہیں)۔

اور صحیح مسلم کے الفاظ ہیں:

”يُكَبِّرْنَ مَعَ النَّاسِ“[5]

(وہ (عورتیں مرد حضرات سے پیچھے رہ کر ان) لوگوں کی طرح تکبیرات کہتی تھیں)۔

شعائر اسلام کے اظہار کی خاطر تکبیرات بلند آواز سے کہنا مستحب ہے۔ عید الفطر کے دن تکبیرات کہنے کی نہایت تاکید ہے کیونکہ اس کے بارے میں اللہ تعالی نے حکم دیا ہے:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَى مَا هَدَاكُمْ﴾ (البقرۃ:185)

(اور تاکہ تم گنتی پوری کرو اور تاکہ تم اللہ کی تکبیر بیان کرو، اس پر جو اس نے تمہیں ہدایت دی)

جبکہ عید الاضحیٰ تکبیرات میں اس سے زیادہ ہے کیونکہ ان میں مقید تکبیرات بھی ہیں جو کہ ہر باجماعت فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہیں، امام مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے، اور تکبیر پڑھتا ہے اور لوگ بھی تکبیرات پڑھتے ہیں۔ جیسا کہ دار قطنی وابن ابی شیبہ وغیرہ نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ:

”إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ مِنْ غَدَاةِ عَرَفَةَ ۔۔۔ يَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ“[6]

(جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یوم عرفہ کی صبح کی نماز پڑھ لیتے تو (تکبیرات) کہتے: اللہ اکبر، اللہ اکبر۔۔۔)۔

غیر حاجی کے حق میں نماز کے بعد والی تکبیرات کا آغاز یوم عرفہ کی نماز فجر کے بعد سے ہوتا جو ایام تشریق کے آخری دن کی

---

[4] صحیح بخاری بَاب تَقْضِي الْحَائِضُ الْمَنَاسِكَ كُلَّهَا إِلَّا الطَّوَافَ بِالْبَيْتِ۔

[5] صحیح مسلم 891۔

[6] دار قطنی 1721۔

عصر تک رہتا ہے۔ جبکہ حاجی کے لیے اس مقید تکبیر کی ابتداء یوم النحر کی نماز ظہر سے ہوتی ہے جو ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک رہتا ہے، کیونکہ اس سے پہلے وہ تلبیہ میں مشغول ہوتا ہے۔

دار قطنی نے جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ:

”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُكَبِّرُ فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلَى صَلَاةِ الْعَصْرِ مِنْ آخِرِ أَيَّامِ التَّشْرِيقِ حِينَ يُسَلِّمُ مِنَ الْمَكْتُوبَاتِ“[7]

(رسول اللہ ﷺ یوم عرفہ کی فجر نماز سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن کی عصر نماز تک فرض نماز سے سلام پھیرنے کے بعد تکبیرات کہتے)۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ:

”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِذَا صَلَّى الصُّبْحَ مِنْ غَدَاةِ عَرَفَةَ يُقْبِلُ عَلَى أَصْحَابِهِ، فَيَقُولُ: عَلَى مَكَانِكُمْ، وَيَقُولُ: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، وَلِلَّهِ الْحَمْدُ“

(رسول اللہ ﷺ جب عرفہ کی صبح نماز پڑھاتے تو پھر اپنے صحابہ کی طرف متوجہ ہو کر فرماتے: اپنی جگہ پر ہی بیٹھے رہو۔ پھر تکبیرات کہنا شروع کر دیتے: اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، لَا إِلَهَ إِلا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، وَلِلَّهِ الْحَمْدُ)۔

فرمان الہی ہے:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ﴾ (البقرۃ:203)

(اور اللہ کو چند گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو)

اور یہ ایام معدودات ایام تشریق ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہی بات راجح ہے اور اسی پر تمام شہروں میں عمل رہا ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

---

7 دار قطنی 1719۔

وہ صحیح ترین قول جس پر صحابہ کرام وآئمہ کرام میں سے جمہور سلف وفقہاء ہیں یہ ہے کہ: یوم عرفہ کی نماز فجر سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن تک ہر نماز کے بعد تکبیرات پڑھی جائیں۔ جیسا کہ سنن میں روایت ہے کہ:

"يَوْمُ عَرَفَةَ وَيَوْمُ النَّحْرِ وَأَيَّامُ مِنًى عِيدُنَا أَهْلَ الْإِسْلَامِ، وَهِيَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللَّهِ"[8]

(یوم عرفہ، یوم النحر اور منیٰ کے ایام ہمارے اہل اسلام کے عید کے دن ہیں اور یہ کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے دن ہیں)۔

اور محرم شخص یوم النحر کی ظہر کے بعد یہ تکبیرات کہے گا کیونکہ تلبیہ جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد ختم ہوتا ہے، جبکہ رمی کا مسنون وقت ضحیٰ (چاشت) کا وقت ہوتا ہے تو محرم اس وقت میں حلال شخص کی طرح ہے۔ اگر وہ فجر سے قبل جمرہ عقبہ کی رمی کر بھی دیتا ہے تو بھی وہ ظہر کے بعد تکبیرات کہنا شروع کرے گا غالب عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔

(الملخص الفقهي)

شیخ عبد القادر الجنید حفظہ اللہ عید الاضحیٰ کے احکام کے تحت فرماتے ہیں:

تیسری فروع: ایام عید الاضحیٰ میں تکبیر کی اقسام: لوگوں کے لیے مشروع ہے کہ وہ ان دو مواقع پر عید الاضحیٰ کے تکبیرات کہیں:

1- فرض نمازوں سے فراغت کے بعد: اسے تکبیر مقید کہا جاتا ہے۔ کیونکہ اس کی ادائیگی نماز سے فراغت کے ساتھ مقید ہے۔ حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "فتح الباری" 6/124 میں فرماتے ہیں:

(علماء کرام کا اس بات پر بالجملۃ اتفاق ہے کہ ان ایام میں نماز کے بعد تکبیرات کہنا مشروع ہے، اگرچہ اس بارے میں کوئی مرفوع حدیث نہیں ہے۔ بلکہ اس بارے میں بس کچھ صحابہ اور ان کے بعد کے علماء کے آثار ہیں اور مسلمانوں کا عمل رہا ہے۔ اور یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعض ایسے مسائل جس پر امت کا اجماع ہو گیا مگر وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نص صریح کے ساتھ منقول نہیں، بلکہ اس پر عمل کیا جانا ہی بطور دلیل کافی ہے)۔

2- شب وروز کے تمام اوقات میں تکبیرات کہنا اسے تکبیر مطلق کہا جاتا ہے، کیونکہ یہ کسی وقت کے ساتھ مقید نہیں۔ ایک

[8] ترمذی 773، ابوداود 2419۔

مسلمان دن ورات کے کسی بھی وقت انہیں ادا کر سکتا ہے، اپنے گھر میں، سواری پر، بازار میں، چاہے کھڑا ہو، بیٹھا ہو، یا چل رہا ہو۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے "مجموع الفتاویٰ" 24/220 میں فرماتے ہیں:

(جہاں تک یوم النحر کی تکبیرات کا تعلق ہے وہ اس جہت سے مؤکد ہیں کہ یہ نمازوں کے بعد مشروع ہیں۔ اور اس پر سب کا اتفاق ہے)۔

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی صحیح میں رقم 970 پر فرماتے ہیں:

"وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يُكَبِّرُ فِي قُبَّتِهِ بِمِنًى فَيَسْمَعُهُ أَهْلُ الْمَسْجِدِ فَيُكَبِّرُونَ وَيُكَبِّرُ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ حَتَّى تَرْتَجَّ مِنًى تَكْبِيرًا وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ يُكَبِّرُ بِمِنًى تِلْكَ الْأَيَّامَ وَخَلْفَ الصَّلَوَاتِ وَعَلَى فِرَاشِهِ وَفِي فُسْطَاطِهِ وَمَجْلِسِهِ وَمَمْشَاهُ تِلْكَ الْأَيَّامَ جَمِيعًا وَكَانَتْ مَيْمُونَةُ تُكَبِّرُ يَوْمَ النَّحْرِ وَكُنَّ النِّسَاءُ يُكَبِّرْنَ خَلْفَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ، وَعُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ لَيَالِيَ التَّشْرِيقِ مَعَ الرِّجَالِ فِي الْمَسْجِدِ"

(1- اور عمر رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے ڈیرے کے اندر تکبیر کہتے تو مسجد میں موجود لوگ اسے سنتے اور وہ بھی تکبیر کہنے لگتے پھر بازار میں موجود لوگ بھی تکبیر کہنے لگتے اور سارا منیٰ تکبیر سے گونج اٹھتا۔

2- اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما منیٰ میں ان دنوں میں، نمازوں کے بعد، بستر پر، خیمہ میں، مجلس میں، راستے میں اور ان دنوں کے تمام ہی حصوں میں تکبیر کہتے تھے۔

3- اور ام المؤمنین میمونہ رضی اللہ عنہا یوم النحر (دس ذوالحج) میں تکبیر کہتی تھیں۔

4- اور عورتیں ابان بن عثمان اور عمر بن عبد العزیز رحمہما اللہ کے پیچھے مسجد میں مردوں کے ساتھ تکبیر کہا کرتی تھیں)۔

چوتھی فروع: نمازوں کے بعد مقید تکبیر کا وقت:

ان لوگوں کے لیے جو شہروں میں ہیں (یعنی جو حج پر نہیں) اس کا وقت یوم عرفہ کی فجر سے شروع ہوتا ہے جو ایام تشریق کے آخری دن کی عصر تک رہتا ہے، پھر منقطع ہو جاتی ہیں۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے مجموع الفتاوی 24/220 میں فرماتے ہیں:

وہ صحیح ترین قول جس پر صحابہ کرام وآئمہ کرام میں سے جمہور سلف وفقہاء ہیں یہ ہے کہ: یوم عرفہ کی نماز فجر سے لے کر ایام تشریق کے آخری دن تک ہر نماز کے بعد پڑھی جائیں۔

حافظ ابن رجب الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "فتح الباری" 6/124 میں فرماتے ہیں:

امام احمد نے یہ قول صحابہ کے اجماع سے بیان فرمایا ہے، اور اسے عمر، علی، ابن مسعود وابن عباس رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہے۔

مزید فرماتے ہیں: جس اجماع کو امام احمد نے ذکر فرمایا ہے وہ اس بات پر کہ یوم عرفہ کی صبح کی نماز کے بعد سے تکبیرات کی ابتداء ہوگی، البتہ اس کے آخری وقت کے تعلق سے ان صحابہ کرام کا اختلاف تھا جن کا نام ذکر کیا گیا۔

امام السرخسی رحمۃ اللہ علیہ "المبسوط" 2/42 میں فرماتے ہیں:

صحابہ میں سے مشائخ جیسے عمر، علی وابن مسعود رضی اللہ عنہم کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ تکبیرات یوم عرفہ کی صبح کی نماز سے شروع ہوتی ہیں۔ جبکہ حجاج کرام ان کے حق میں تکبیر کی ابتداء یوم النحر کی ظہر سے ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ تلبیہ میں مشغول ہوتے ہیں یہاں تک کہ جمرۂ عقبہ کو رمی کرلیں۔ اسی مؤقف کی طرف اکثر اہل علم گئے ہیں۔

تکبیرات کی صفت

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا سائل: جزاکم اللہ خیراً، فضیلۃ الشیخ وہ تکبیر کے صیغے کے بارے میں بھی سوال کرتے ہیں؟

جواب:

"الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله، الله أكبر الله أكبر، ولله الحمد"

(اللہ تعالی سب سے بڑا ہے، اللہ تعالی سب سے بڑا ہے، نہیں ہے کوئی معبود حقیقی مگر صرف اللہ، اللہ تعالی سب سے بڑا ہے، اللہ تعالی سب سے بڑا ہے، اور اللہ تعالی ہی کے لیے حمد ہے) یعنی جفت ہوں۔

البتہ بعض صحابہ کرام اسے طاق پڑھتے جیسے:

"الله أكبر الله أكبر الله أكبر، لا إله إلا الله، الله أكبر الله أكبر الله أكبر ولله الحمد"

یہ سب صیغے اچھے ہیں خواہ جفت ادا کریں یا طاق۔ ان میں سے یہ ہے بھی ہے:

"الله أكبر كبيراً والحمد لله كثيراً، وسبحان الله بكرةً وأصيلاً"

(اللہ تعالی سب سے بڑا ہے، بہت بڑا، اور اللہ تعالی ہی کے لیے ہے بہت زیادہ حمد، اور صبح وشام اللہ تعالی ہی کی تسبیح ہے)۔

یہ سب صحابہ سے وارد آثار سے ثابت ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی آثار سے بھی ثابت ہے۔

(شیخ ابن باز حفظہ اللہ کی آفیشل ویب سائٹ فتوی رقم 16489)

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے مجموع الفتاویٰ 24/220 میں عیدین کی تکبیرات کی صفت اور وقت کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب ارشاد فرمایا:

الحمدللہ تکبیرات کے تعلق سے صحیح ترین قول جس پر جمہور سلف اور صحابہ و آئمہ کرام میں سے فقہاء ہیں وہ یہ ہے کہ یوم عرفہ کی فجر سے لے کر ایام تشریق کے آخری روز تک ہر نماز کے بعد۔ اور ہر شخص کے لیے یہ مشروع ہے کہ وہ عید گاہ کی طرف نکلتے ہوئے بآواز بلند تکبیرات کہتا جائے۔ اس بات پر آئمہ اربعہ کا اتفاق ہے۔

اور تکبیر کی صفت جو اکثر صحابہ کرام کے یہاں منقول ہے اور کبھی مرفوعاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی روایت کی جاتی ہے وہ یہ ہے:

"الله أكبر الله أكبر لا إله إلا الله والله أكبر الله أكبر ولله الحمد"

اور اگر تین بار اللہ اکبر کہہ دے تو بھی جائز ہے۔ اور فقہاء میں سے بعض صرف تین بار تکبیر کہتے ہیں۔ اور بعض تین بار تکبیر کہنے کے بعد:

"لا إله إلا الله وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير"

کہتے ہیں۔

بیک آواز اجتماعی تکبیرات بدعت ہیں

شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا سائل: جزاکم اللہ خیراً، مساجد میں تکبیر کی نسبت سے یہ سوال ہے کہ آیا ایک شخص تکبیر کہے پھر سب مل کر اس کے پیچھے پیچھے دوہرائیں؟

جواب: نہیں، ہر کوئی اپنے اپنے حال میں اور اپنے اپنے طور پر تکبیر کہے۔ اجتماعی تکبیر نہ ہو۔ بلکہ وہ اپنی تکبیر کہے دوسرا اپنی کہے۔ اجتماعی تکبیر کی شکل بنانا جائز نہیں غیر مشروع ہے۔ لیکن ہر کوئی اپنے حسب حال تکبیرات پڑھے اگر اتفاقاً اس کی آواز اپنے بھائی کی آواز سے مل گئی تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اس کی باقاعدہ دہرائی کروانا اور شروع تا آخر سب بیک وقت بیک آواز اسے پڑھیں، تو اس کی کوئی اصل نہیں۔

سائل: جزاکم اللہ خیراً۔

(شیخ ابن باز حفظہ اللہ کی آفیشل ویب سائٹ فتوی رقم 16489)

شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ 13 /20 پر فرماتے ہیں:

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على نبينا محمد وعلى آله وأصحابه أجمعين، وبعد:

محترم بھائی شیخ احمد بن محمد جمال (وفقه الله لما فيه رضاه) نے جو بعض مقامی اخبارات میں نشر کیا میں اس پر مطلع ہوا کہ نماز عید سے قبل جو اجتماعی تکبیرات پڑھی جاتی ہیں اس سے منع کرنے پر انہیں اچھنبا و حیرانی ہوئی ہے کہ اسے بدعت سمجھا جاتا ہے جس سے منع کرنا واجب ہے۔ اپنے مذکورہ مقالے میں شیخ احمد نے کوشش کی ہے کہ وہ استدلال پیش کریں کہ یہ اجتماعی تکبیرات پڑھنا بدعت نہیں ہے اور اس سے منع کرنا جائز نہیں۔ اور بعض قلمکاروں نے ان کی تائید بھی کی ہے۔ لہذا اس خدشے سے یہ معاملے کہیں اس شخص پر ملتبس (گڈمڈ) نہ ہو جائے جسے حقیقت کا علم نہیں ہم چاہتے ہیں کہ اس بات کی وضاحت کریں کہ ان تکبیرات کی اصل یہ ہے کہ یہ رمضان کے بعد عید الفطر کی رات سے، اور عشرۂ ذوالحج و ایام تشریق میں کہی جاتی ہیں اور یہ ان عظیم اوقات میں مشروع ہے اور اس کی بڑی فضیلت ہے، کیونکہ عید الفطر کی تکبیر کے تعلق سے فرمان باری تعالی ہے:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾ (البقرۃ:185)

(اور تاکہ تم گنتی پوری کرو، اور تاکہ تم اللہ کی تکبیر بیان کرو اس پر جو اس نے تمہیں ہدایت دی، اور تاکہ تم شکر کرو)

اور عشرۂ ذوالحج و ایام تشریق کے متعلق فرمان باری تعالی ہے:

﴿لِيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِّنْۢ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ ۚ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَآىِٕسَ الْفَقِيْرَ﴾ (الحج:28)

(تا کہ وہ اپنے بہت سے فائدوں میں حاضر ہوں اور چند معلوم دنوں میں ان مویشیوں پر اللہ کا نام ذکر کریں جو اس نے انہیں دیے ہیں، سو ان میں سے کھاؤ اور تنگ دست وفقیر کو کھلاؤ)

اور یہ فرمان:

﴿وَاذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدٰتٍ ۭ فَمَنْ تَعَجَّلَ فِيْ يَوْمَيْنِ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۚ وَمَنْ تَاَخَّرَ فَلَآ اِثْمَ عَلَيْهِ ۙ لِمَنِ اتَّقٰى ۭ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّكُمْ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ﴾ (البقرۃ:203)

(اور اللہ کو چند گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو، پھر جو دو دنوں میں جلد چلا جائے تو اس پر کوئی گناہ نہیں اور جو تاخیر کرے تو اس پر بھی کوئی گناہ نہیں، اس شخص کے لیے جو ڈرے، اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک تم اسی کی طرف اکٹھے کیے جاؤ گے)

اور ان ایام معلومات اور ایام معدودات کے مجملہ اذکار میں سے تکبیر مطلق اور مقید بھی ہیں۔ جیسا کہ اس پر سنت مطہرہ اور عمل سلف دلالت کرتا ہے۔ اور تکبیرات پڑھنے کی جو صفت مشروع ہے وہ یہ ہے کہ ہر مسلمان انفرادی طور پر خود پڑھے اور اپنی آواز بلند کرے تا کہ لوگ اس کی آواز سن کر اس کی اقتداء کریں اور وہ ان کی یاددہانی کا سبب بنے۔ جبکہ بدعتی اجتماعی تکبیرات وہ ہیں جس میں پوری جماعت دو یا اس سے زائد بیک آواز شروع وختم کرتے ہیں اور ایک ہی مخصوص طرز پر کرتے ہیں۔

اور اس عمل کی کوئی اصل نہیں اور نہ ہی اس پر کوئی دلیل ہے۔ اور یہ تکبیرات کی ادائیگی کی صفت کے تعلق سے ایک بدعت ہے جس پر اللہ تعالی نے کوئی سند نازل نہیں کی۔ جو اس قسم کی صفت کے ساتھ تکبیرات پڑھنے پر نکیر کرتا ہے تو وہ حق پر ہے۔۔۔(یہاں تک کہ آپ نے فرمایا)۔۔۔ جہاں تک شیخ احمد بھائی کا عمر رضی اللہ عنہ اور لوگوں کے منیٰ میں کیے گئے فعل سے استدلال کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حجت نہیں، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ اور لوگوں کا منیٰ میں کیا گیا یہ فعل اجتماعی تکبیرات نہیں تھیں۔ بلکہ وہی مشروع تکبیرات تھیں کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے سنت پر عمل کرتے ہوئے باآواز بلند تکبیرات پڑھیں جس سے لوگوں کی یاددہانی بھی ہوگئی پس انہوں نے بھی تکبیرات شروع کر دیں۔ ہر کوئی اپنے اپنے طور پر کرتا تھا۔ لوگوں اور عمر رضی اللہ عنہ میں کوئی اتفاق نہیں ہوا تھا کہ ہم سب ایک ساتھ بیک آواز میں اول تا آخر تکبیرات پڑھیں گے۔ جیسا کہ اجتماعی تکبیرات کرنے والے کرتے ہیں۔ اسی طرح سے سلف سے تکبیرات کے تعلق سے جو کچھ بھی مروی ہے وہ سب اسی شرعی طریقے کے مطابق ہے۔ جسے اس کے برخلاف کوئی زعم ہو تو اس کے ذمے ہے اس پر دلیل لانا۔۔۔)۔

فتویٰ رقم 8340 کے دوسرے سوال میں فتویٰ کمیٹی، سعودی عرب سے پوچھا گیا:

سوال: ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ ایام تشریق میں تکبیرات کہنا سنت ہے۔ پس کیا یہ بات درست ہے کہ امام تکبیر پڑھے پھر اس کے پیچھے نمازی تکبیرات دہرائیں؟ یا پھر ہر نمازی اپنے طور پر بلند یا پست آواز سے تکبیرات پڑھتا رہے؟

جواب: ہر کوئی اپنے طور پر تکبیرات پڑھے، کیونکہ اجتماعی تکبیرات کی یہ صورت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں، حالانکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ“[9]

(جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے)۔

دوسرے فتوے رقم 9887 ج8 ص 311 میں پوچھا گیا:

سوال: ہم آپ علماء کرام سے یہ سوال پوچھنا چاہتے ہیں کہ ایام تشریق اور ایام عید رمضان المبارک میں اجتماعی طور پر تکبیرات کہنے کا کیا حکم ہے۔ وہ اس طرح کہ امام ہر نماز کے بعد کہتا ہے: الله أكبر، الله أكبر، الله أكبر، لا إله إلا الله، الله أكبر، الله أكبر ولله الحمد پھر پوری جماعت بیک آواز، ایک ہی لحن میں اسے دہراتی ہے ایسا ہر نماز کے بعد تین بار کیا جاتا ہے اور تین دن تک یہ چلتا ہے۔ یہ بات علم میں رہے کہ ایسا سعودی عرب کے جنوبی علاقوں میں عام طور پر رائج ہے؟

جواب: عیدین کی راتوں اور عشرۂ ذوالحج میں مطلق تکبیرات ثابت ہیں۔ اور یوم عرفہ کی فجر کی نماز کے بعد سے آخری ایام تشریق تک نمازوں کے بعد بھی ثابت ہے۔ کیونکہ فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ﴾(البقرة:185)

(اور تاکہ تم گنتی پوری کرو، اور تاکہ تم اللہ کی تکبیر بیان کرو، اس پر جو اس نے تمہیں ہدایت دی)

اور فرمایا:

﴿وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَّعْدُودَاتٍ﴾(البقرة:203)

---

[9] البخاري الصلح (2550) ، مسلم الأقضية (1718) ، أبو داود السنة (4606) ، ابن ماجه المقدمة (14) ، أحمد (256/6).

(اور اللہ کو چند گنے ہوئے دنوں میں یاد کرو)

اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا جاتا ہے کہ آپ سے پوچھا گیا: یوم عرفہ کی فجر نماز سے لے کر آخر ایام تشریق تک جو تکبیرات ہیں اس بارے میں آپ کس حدیث کی طرف گئے ہیں؟ فرمایا: اجماع کی طرف۔

لیکن بیک آواز اجتماعی تکبیر مشروع نہیں بلکہ بدعت ہے جیسا کہ فرمان نبوی ہے:

”مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ“[10]

(جس کسی نے ہمارے اس امر (دین) میں کوئی نئی بات ایجاد کی جو اس میں نہیں، تو وہ مردود ہے)۔

نہ سلف صالحین نے ایسا کیا اور نہ ہی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین نے جبکہ وہ ہمارے لیے نمونہ ہیں۔ دین میں اتباع کرنا واجب ہے ابتداع (نئی باتیں وبدعات ایجاد) کرنا نہیں۔

وبالله التوفيق وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم.

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

رکن	نائب رئيس	رئيس
عبد الله بن غديان	عبد الرزاق عفيفي	عبد العزيز بن عبد الله بن باز

شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا:

سوال: ایک ظاہر عمل لوگوں میں دیکھا گیا ہے وہ یہ کہ نماز عید سے پہلے اجتماعی تکبیرات مائکروفون پر پڑھتے ہیں۔ اسی طرح سے ایام تشریق میں نمازوں کے بعد اجتماعی طور پر تکبیرات پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: عشرۂ ذوالحج میں تکبیرات نماز کے بعد کے ساتھ مقید نہیں اسی طرح سے عید الفطر کی رات کو نماز کے بعد کے ساتھ مقید نہیں۔ جو کوئی انہیں نماز کے بعد کے ساتھ مقید کرتا ہے تو اس کے قول میں نظر ہے۔ پھر اسے اجتماعی شکل دینے میں بھی نظر ہے کیونکہ یہ سلف کی عادت کے خلاف ہے۔ اسی طرح سے ان کا لاؤڈ اسپیکر پر اسے ادا کرنے میں بھی نظر ہے۔ چناچہ یہ

[10] البخاري الصلح (2550)، مسلم الأقضية (1718)، أبو داود السنة (4606)، ابن ماجه المقدمة (14)، أحمد (270/6).

تین امور ہوئے اور ان سب میں نظر [11] ہے۔ بلکہ جو بات مشروع ہے وہ یہی کہ نماز کے بعد کے جو معروف اذکار ہیں آپ پہلے انہیں ادا کریں پھر جب ان سے فارغ ہو جائیں تو تکبیرات کہیں۔ اسی طرح سے یہ بات بھی مشروع ہے کہ سب اجتماعی طور پر نہ پڑھیں بلکہ انفرادی طور پر تکبیرات پڑھیں یہی بات مشروع ہے۔ جیسا کہ انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے کہ وہ اور دیگر صحابہ کرام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوا کرتے تھے اس موقع پر اور:

”مِنْهُمُ الْمُهِلُّ وَمِنْهُمُ الْمُكَبِّرُ، فَلَا يُنْكِرُ أَحَدٌ مِنْهُمْ عَلَى صَاحِبِهِ“[12]

(ان میں سے کوئی تہلیل پڑھتا تو کوئی تکبیر، اور کوئی بھی دوسرے پر نکیر نہ کرتا تھا)۔

(لقاءات الباب المفتوح سؤال رقم 97 المجلد الأول ص 55)

آپ ہی سے سوال ہوا کہ: بعض شہروں میں ایسی مساجد پائی جاتی ہیں کہ جہاں نماز عید سے پہلے امام لاؤڈ اسپیکر پر تکبیرات پڑھتا ہے اور نمازی بھی اس کے ساتھ ساتھ تکبیرات پڑھتے ہیں، اس عمل کا کیا حکم ہے؟

جواب: یہ صورت جو سائل نے بیان کی ہے یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ جبکہ سنت یہ ہے کہ ہر کوئی اپنے اپنے طور پر علیحدہ تکبیرات پڑھے۔

(فتاوى أركان الإسلام لابن عثيمين رحمه الله ص 305)

اور فتویٰ کمیٹی، سعودی عرب سے فتویٰ رقم 20189 میں پوچھا گیا:

سوال: اب تک علماء اجتماعی تکبیر کی سنیت کے بارے میں کہتے چلے آرہے ہیں اپنے اس قول کے ساتھ کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ منیٰ میں اپنے خیمے میں تکبیرات کہتے پھر لوگ ان کی تکبیرات کو سن کر تکبیرات کہتے۔ کیا یہ بات صحیح ہے یا جھوٹ ہے، سنت

---

11 ان میں نظر ہے یعنی یہ مسائل قطعی طور پر ثابت نہیں بلکہ احتمال ہے ان کے پایۂ ثبوت تک نہ پہنچنے کا، لہذا اس میں مزید بحث و تحقیق کی ضرورت ہے۔ (توحید خالص ڈاٹ کام)

12 صحیح نسائی 3001۔

ہے یابدعت ہے؟

جواب:اجتماعی تکبیرات بدعت ہے۔کیونکہ اس پر کوئی دلیل موجود نہیں۔حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ"[13]

(جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود (نا قابل قبول) ہے)۔

جو کچھ عمر رضی اللہ عنہ کا فعل ہے اس میں اجتماعی تکبیرات کی کوئی دلیل نہیں ہے۔بلکہ اس میں بھی یہی ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ اکیلے تکبیرات پڑھتے تھے اور جب لوگ ان کی تکبیرات سنتے تو وہ بھی اپنی اپنی انفرادی طور پر پڑھتے تھے۔اس میں ایسا کچھ نہیں کہ وہ اجتماعی طور پر تکبیرات پڑھتے ہوں۔

وبالله التوفيق ، وصلى الله على نبينا محمد وآله وصحبه وسلم .

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء

ركن	ركن	ركن	نائب رئيس	رئيس
بكر أبو زيد	صالح الفوزان	عبد الله بن غديان	عبد العزيز آل الشيخ	عبد العزيز بن عبد الله بن باز

تکبیرات نماز کے فوراً بعد شروع کرنی چاہیے یا نماز کے اذکار کے بعد؟

اس بارے میں علماء کرام کے تین اقوال ہیں:

پہلا قول: سلام پھیرنے کے بعد فوراً سے تکبیرات کہی جائیں استغفار سے بھی پہلے۔اور یہ بات المرداوی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام "الانصاف" 5/374 سے سمجھ میں آتی ہے:(فوائد: پہلا: امام جب نماز سے سلام پھیرے تو قبلہ رخ ہی رہتے ہوئے تکبیرات کہے۔۔۔) پھر آپ نے حنابلہ میں سے ان کا ذکر کیا جو اس قول کے قائل ہیں۔

دوسرا قول: استغفار اور اللهم أنت السلام۔۔۔ کے بعد تکبیرات کہے، کیونکہ استغفار اور اللهم أنت السلام۔۔۔ تکبیرات کی بنسبت نماز سے زیادہ جڑے ہوئے ہیں۔استغفار نماز کے فوراً بعد مشروع ہے کیونکہ نمازی کو یہ یقین نہیں کہ اس نے بہترین

[13] البخاري الصلح (2550) ، مسلم الأقضية (1718) ، أبو داود السنة (4606) ، ابن ماجه المقدمة (14) ، أحمد (256/6).

طور پر نماز ادا کی ہے یا نہیں بلکہ لازمی طور پر کوئی نہ کوئی خلل واقع ہو جاتا ہے خصوصاً اس زمانے میں۔ یہ اختیار ہے شیخ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ 3/128 شیخ سعید بن حجی رحمۃ اللہ علیہ جیسا کہ الدرر السنیۃ 5/67، اور شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا جیسا کہ شرح الممتع 5/163 میں ہے۔

تیسرا قول: اس مسئلے میں توقف کا ہے جو کہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جسے شیخ محمد بن ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ 3/128 میں نقل فرمایا۔

کچھ علماء کرام نمازوں کے بعد مقید تکبیرات کی مشروعیت کے قائل نہیں

البتہ راجح قول وہی ہے جس کے اوپر دلائل بیان ہوئے (اللہ اعلم)

شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا: (عید الاضحیٰ میں فرض) نمازوں کے بعد مقید تکبیروں کا کیا حکم ہے؟ اور کیا انسان انہیں (نماز کے بعد کے) مشروع اذکار سے پہلے ادا کرے، یا پھر اذکار کو پہلے ادا کرے؟

جواب: جہاں تک ہمیں علم ہے ایام عید میں نمازوں کے بعد تکبیرات مخصوص نہیں۔ سنت میں ان کا کوئی محدود وقت نہیں۔ یہ تکبیرات تو ان ایام کے شعار میں سے ہے۔ بلکہ میں تو یہ اعتقاد رکھتا ہوں کہ ان کو نماز کے بعد مقید کرنا ایک امر حادث (نیا کام) ہے جو عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں موجود نہ تھا۔

لہذا اس کا بدیہی جواب یہی ہو گا کہ نماز کے بعد کے معروف اذکار کو پہلے ادا کرنا ہی سنت ہے۔ اور جہاں تک تکبیرات کا تعلق ہے تو وہ ہر وقت ادا کرنا جائز ہے۔

(سلسلۃ الھدی والنور، کیسٹ:392، 46:27 منٹ پر)

سائل: کیا ایام تشریق میں تکبیرات کو نماز کے بعد مقید کرنا صحیح ہے؟

جواب: نہیں، انہیں نماز کے بعد مقید یا مخصوص نہیں کرنا چاہیے، بلکہ انہیں مقید کرنا بدعت ہے۔ ایام تشریق میں ہر وقت تکبیرات ادا کرنی چاہیے۔

سائل: اور پورے عشرۂ ذوالحج میں؟

جواب: اور پورے عشرۂ ذوالحج میں بھی (تکبیرات ادا کرنی چاہیے)۔

(سلسلۃ الھدی والنور، کیسٹ:410، 36:12 منٹ پر)

شیخ مقبل بن ہادی الوادعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لوگوں میں جو رائج ہے کہ وہ ایام تشریق میں فرض نماز کے بعد تکبیرات پڑھتے ہیں تو یہ مشروع نہیں۔ بلکہ تکبیر مطلق ثابت ہے یعنی نماز کے بعد آپ وہ مسنون ومشروع اذکار پڑھیں جو نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ پھر اس کے بعد تکبیرات کہیں، برابر ہے کہ نماز کے بعد ہوں، یا چاشت کے وقت، یا نصف النہار میں یا دن کے آخری حصے میں، یا پھر آدھی رات میں۔

(قمع المعاند ص 366)

تصدیق نامہ

مندرجہ بالا مواد توحیدِ خالص ڈاٹ کام کی جانب سے نظر ثانی کیا گیا ہے اور ہمارے علم کے مطابق اس میں کتاب وسنت اور فہم سلف صالحین کے مخالف کوئی بات مندرج نہیں۔ آپ اگر ٹائپنگ وغیرہ میں کوئی بھی غلطی محسوس کریں تو ضرور مطلع فرمائیں۔ اسی طرح سے اگر ترجمے میں کسی بھی قسم کی غلطی، تضاد، نقص یا ابہام پائیں، یا پھر اصل عربی متن کے مقتضی کے خلاف کوئی اور معنی ومفہوم بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہو، یا پھر تیار کردہ مواد میں کوئی بھی بات قرآن وسنت اور فہم سلف صالحین کے خلاف ہو تو ضرور ہمیں مطلع فرمائیں

info@tawheedekhaalis.comاور براہ مہربانی غلطی کی نشاندہی مکمل حوالے کے ساتھ کی جائے تاکہ فوری اصلاح ممکن ہو۔

یہ بات بھی ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ہم میں سے کوئی آپ کے دینی مسائل کا جواب یا فتوی دینے کا مجاز نہیں بلکہ اس سلسلے میں علماء کرام سے براہ راست رابطہ کیا جائے۔ البتہ اگر آپ کے پاس کوئی مفید تجاویز ہوں تو ہم اس پر ضرور غور کریں گے۔